بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ

اللہ کے بارے میں حسنِ ظن

۳۰ اکتوبر ۲۰۲۶ء

خطبہ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو — سورۃ آل عمران: ۱۰۲

پس اے اللہ کے بندو! اللہ سے ویسا ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور ظاہر و پوشیدہ ہر حال میں اسے اپنا نگہبان جانو۔

اللہ کے بندو! ایمان کے عظیم ترین مقامات اور احسان کے بلند ترین درجات میں سے یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے بارے میں وہی عقیدہ رکھے جو اس پاک ذات کے کمال کے لائق ہے، اور یوں اس سے حسنِ ظن رکھے۔ کیونکہ اللہ سے حسنِ ظن معرفت رکھنے والے مومنوں کی شان ہے، اور اللہ سے بدگمانی توحید میں عیب، عقیدے میں خلل اور اہلِ کفر و نفاق کا شعار ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سورۃ الفتح - آیت ٦

﴿وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾

اور تاکہ وہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں۔ برائی کی گردش انہی پر ہے، اللہ ان پر غضبناک ہوا، ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سورۃ آل عمران - آیت ١٥٤

﴿ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ﴾

پھر اس غم کے بعد اس نے تم پر امن اتارا، یعنی اونگھ جو تم میں سے ایک گروہ پر چھا رہی تھی، اور ایک گروہ کو اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی، وہ اللہ کے بارے میں ناحق جاہلیت کے سے گمان کر رہے تھے۔

چنانچہ غزوۂ اُحد میں منافقین نے "اپنے رب، اس کے دین اور اس کے نبی کے بارے میں بدگمانی کی، اور یہ گمان کیا کہ اللہ اپنے رسول کے معاملے کو پورا نہیں کرے گا، اور یہ شکست ہی اللہ کے دین کا آخری اور فیصلہ کن انجام ہے" [تفسیر السعدی]۔ یوں اللہ نے اہلِ نفاق اور اہلِ کفر کو ایک ہی پلڑے میں رکھا، جنہیں اللہ کے بارے میں ان کی بدگمانی یکجا کرتی ہے۔ پس جس نے اللہ کے بارے میں یہ گمان کیا کہ وہ پاک ذات اپنے اوپر توکل کرنے والے کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے، یا اپنی طرف توبہ کرنے والے کو قبول نہیں کرتا، یا اچھی عبادت کرنے والے کا عمل قبول نہیں کرتا، تو اس نے اللہ سے بدگمانی کی، اور پھر اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اللہ اس پر وہی واقع کر دیتا ہے جس کا اس نے اس کے بارے میں گمان کیا تھا، پورا پورا بدلہ۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھا، اللہ اس کے لیے ویسا ہی ہوتا ہے جیسا اس نے گمان کیا۔ دعا اور اللہ سے حسنِ ظن دو ساتھی ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کو بلند کرتا ہے؛ یوں اللہ کی طرف سفر درست رہتا ہے، اور بندہ اپنے رب کے بارے میں اپنے گمان کے مطابق پا لیتا ہے۔

بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> حدیث نبوی ﷺ
> صحیح البخاری و صحیح مسلم – راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
>
> **«اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے اس گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے۔»**

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے: جب وہ مجھ سے مغفرت مانگے تو اس کی مغفرت، جب میری طرف رجوع کرے تو قبولیت، جب مجھے پکارے تو جواب، اور جب مجھ سے کفایت چاہے تو کفایت؛ کیونکہ یہ صفات بندے میں اسی وقت ظاہر ہوتی ہیں جب وہ اللہ سے اچھا گمان رکھے اور اس کا یقین مضبوط ہو"، اور اس کے برعکس کا معاملہ بھی برعکس ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

> حدیث نبوی ﷺ
> ابن حبان (البانی نے صحیح قرار دیا) – راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
>
> **«اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں؛ اگر وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھے تو اس کے لیے وہی ہے، اور اگر برا گمان رکھے تو اس کے لیے وہی ہے۔»**

مطلب یہ ہے: میں اس کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، اور اس کے ساتھ وہی کرتا ہوں جس خیر یا شر کی وہ مجھ سے توقع رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن یہ ہے کہ مومن کو یقین ہو کہ جب وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، جب مغفرت مانگے تو اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے، جب دعا کرے تو اس کی دعا قبول کرتا ہے، اور جب نیک عمل کرے تو اسے ثواب دیتا ہے۔ پس اللہ سے حسنِ ظن اس وعدے پر یقین کی پختگی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اپنے وسیع کرم اور رحمت کا کیا ہے۔ حسنِ ظن خیر کے پہلو کو شر کے پہلو پر ترجیح دینے کا نام ہے۔ اللہ سے حسنِ ظن یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ہر بھلائی کی توقع رکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سورۃ الصافات – آیت ۸۷

﴿فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

تو رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟

اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن بندے اور اس کے رب کے درمیان ایک عقیدہ ہے، بلکہ یہ توحید کے لوازم میں سے ایک لازمہ اور دین کے اہم ترین واجبات میں سے ایک واجب ہے۔ موت کے وقت اللہ سے حسنِ ظن کی تاکید نہایت شدید اور عظیم ہو جاتی ہے، اور یہ ان بہترین چیزوں میں سے ہے جن پر بندے کا خاتمہ ہو، اس سے پہلے کہ وہ اپنے رب کے پاس پہنچے،

جیسا کہ مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو ان کی وفات سے تین دن پہلے فرماتے سنا:

حدیث نبوی ﷺ

صحیح مسلم – راوی: جابر رضی اللہ عنہ

«تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔»

وہ اللہ سے اسی طرح حسنِ ظن رکھے جیسے اس نوجوان نے رکھا جس پر وہ حالت طاری ہوئی جو ہوئی: نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا حال پوچھا: «تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟» اس نے کہا: اللہ کی قسم، اے اللہ کے رسول! میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں – خوف اور امید –، تو نبی ﷺ نے خبر دی

حدیث نبوی ﷺ

ترمذی

«کہ ایسے موقع پر یہ دونوں کسی بندے کے دل میں جمع نہیں ہوتے مگر اللہ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے جس کی وہ امید رکھتا ہے، اور اسے اس چیز سے امن دے دیتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔»

نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "(اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھے) کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ گمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، اور اس کی امید رکھے، اور ان آیات و احادیث پر غور کرے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کرم، اس کے عفو و رحمت، اہلِ توحید سے کیے گئے اس کے وعدے، اور قیامت کے دن ان پر پھیلائی جانے والی اس کی رحمت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں"۔

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن عظیم خیر اور بڑے فضل کا دروازہ ہے، اور بندے کو اللہ سے حسنِ ظن جس قدر عطا ہوتا ہے، اسی قدر اسے اللہ کی رحمت اور احسان سے حصہ ملتا ہے۔ حضرت **عبد اللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کسی مومن بندے کو اللہ عزوجل سے حسنِ ظن سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔ اور اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کوئی بندہ اللہ عزوجل سے حسنِ ظن نہیں رکھتا مگر اللہ عزوجل اسے اس کا گمان عطا کر دیتا ہے؛ اس لیے کہ خیر اسی کے ہاتھ میں ہے»۔ اللہ سے حسنِ ظن کا مومن کے نفس پر اس کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی مثبت اثر ہوتا ہے؛ جب بندہ اللہ سے اچھا گمان رکھتا ہے اور اس پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کے تمام کاموں میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے، چنانچہ اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے، اس کا سینہ کھل جاتا ہے، اور وہ اللہ کی قضا و قدر پر راضی ہو جاتا ہے۔ اے اللہ! اپنی اطاعت اور اپنے بارے میں حسنِ ظن پر ہماری مدد فرما، اور ہمیں ہر خیر کی توفیق دے، اے تمام جہانوں کے رب!

اللہ سے حسنِ ظن دو باتوں پر مبنی ہے: اللہ کے بارے میں صحیح عقیدہ، اور اس کی اطاعت میں اچھا عمل۔ جہاں تک صحیح عقیدے کا تعلق ہے، تو جس نے اللہ کو اس کے ناموں اور صفات، اس کے فضل اور انعامات کے ذریعے پہچانا، اس کا اللہ تعالیٰ سے گمان اچھا ہو گیا۔ اور جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ کے لیے کوئی بھی عطا بڑی نہیں، بلکہ وہ کریم اور سخی ہے، اس کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، کوئی خرچ اسے کم نہیں کرتا، رات دن خوب عطا کرنے والا ہے، اس کا اللہ سے گمان اچھا ہو گیا۔

اور جہاں تک اطاعت میں اچھے عمل کا تعلق ہے، تو جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا اس کا نفس اطاعت کی طرف متوجہ ہو گیا اور عبادت میں کوشاں ہو گیا، اللہ کے عظیم فضل کی امید میں اور اس کے دردناک عذاب سے بھاگتے ہوئے۔ مسلمان گناہوں پر قائم رہتے ہوئے رب سے حسنِ ظن نہیں رکھتا، بلکہ نیک عمل کے ساتھ، توبہ کے ساتھ اور بھلائی میں سنجیدہ کوشش کے ساتھ اپنے رب سے اچھا گمان رکھتا ہے۔ رہا گناہوں کا ارتکاب کرتے اور ان پر اصرار کرتے ہوئے اللہ سے حسنِ ظن رکھنا، تو یہ دھوکا ہے، جیسا کہ **حسن بصری** رحمہ اللہ نے فرمایا: «مومن نے اللہ سے اچھا گمان رکھا تو اچھا عمل کیا، اور فاجر نے اللہ سے برا گمان رکھا تو برا عمل کیا»۔ پس وہ شخص اپنے رب سے حسنِ ظن رکھنے والا نہیں جو اس کے حکم میں اس سے سرکشی کرے، اور نہ وہ جو اس کے امر میں اس کی نافرمانی کرے، اور نہ وہ جو اس کی رحمت کے اسباب سے منہ

موڑے، بلکہ وہ جھوٹی آرزوؤں اور فریب دینے والے وہموں میں دھوکا کھایا ہوا ہے۔ ضائع کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا اپنے رب سے حسنِ ظن رکھنے والا کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ وہ اپنے رب اور مولیٰ سے بھاگا ہوا ہے، اس کی اطاعت سے دور ہے، اور اس کی رحمت و مغفرت کے دروازوں سے منہ موڑے ہوئے ہے۔ پس اللہ سے حسنِ ظن اللہ جل و علا کی طرف اچھی طرح متوجہ ہونے کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے حسنِ ظن اپنے صاحب کو اسی وقت فائدہ دیتا ہے جب وہ اچھے عمل اور اللہ عزوجل کے اس خوف کے ساتھ ملا ہوا ہو جو برائی چھوڑنے پر آمادہ کرے، اور یہی قابلِ تعریف امید ہے۔ رہا وہ شخص جو اللہ سے حسنِ ظن رکھتا ہے جبکہ وہ برائیوں پر قائم ہے اور فرائض میں کوتاہی کرتا ہے، تو وہ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گیا:

سورۃ الاعراف - آیت ۹۹

﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ﴾

اللہ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں۔

حسن بصری نے فرمایا: (کچھ لوگوں کو مغفرت کی آرزوؤں نے غافل رکھا یہاں تک کہ وہ دنیا سے اس حال میں نکلے کہ ان کے پاس کوئی نیکی نہ تھی، اور انہوں نے کہا: ہم اللہ سے اچھا گمان رکھتے ہیں، حالانکہ انہوں نے جھوٹ کہا؛ اگر وہ اچھا گمان رکھتے تو اچھا عمل بھی کرتے)۔

اللہ کے بندو! شیطان اس بات کا حریص ہے کہ بندہ اللہ سے بدگمان ہو جائے، اور اس کا دل اللہ کی قدرت، یا اس کی رحمت، یا اس کی حکمت کے بارے میں شک سے بھر جائے۔ اللہ سے بدگمانی میں یہ بھی شامل ہے کہ بندہ یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ تک کسی فرشتے، یا نبی، یا کسی نیک ولی کے واسطے کے بغیر نہیں پہنچ سکتا جو اللہ کے ہاں اس کی سفارش کرے۔ تو پھر اللہ کے علم کی وسعت کہاں گئی؟ اس کی بادشاہی اور سلطنت کا کمال کہاں گیا؟ اس کی رحمت اور احسان کا کمال کہاں گیا؟ اس پاک ذات کا قرب اور اپنے بندوں کی دعا قبول کرنا کہاں گیا؟ پس اچھے عمل کے ساتھ اپنے رب اللہ سے اچھا گمان رکھو، اور غالب و مہربان اللہ سے بدگمانی سے بچو۔ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اپنے اوپر اچھا ایمان اور سچا توکل عطا فرمائے، اور ہمیں حسنِ ظن اور حسنِ عمل کی توفیق دے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد اور مغفرت طلب کرتے ہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ ! ہمارے سردار محمد اور ان کی آل اور تمام صحابہ کرام پر درود و سلام اور برکت نازل فرما۔

سورۃ الاحزاب - آیت ٥٦

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو ! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

اے اللہ ! ہمارے نبی محمد ﷺ پر، ان کی آل اور تمام صحابہ پر درود و سلام بھیج۔ اے اللہ ! خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے راضی ہو جا، اور تمام صحابہ کرام اور تابعین سے، اور ہم سے بھی ان کے ساتھ، اپنی رحمت کے صدقے، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ اے اللہ ! تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو، مومن مردوں اور عورتوں کو، زندوں کو اور فوت شدگان کو بخش دے۔ اے اللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت دے، اور اپنے موحد بندوں کی ہر جگہ مدد فرما۔

اے اللہ ! ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کے والدین پر رحم فرما، اور ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے ہمیں بچپن میں پالا۔ اے اللہ ! ہمارے مریضوں اور تمام مسلمان مریضوں کو شفا دے، پریشان حال لوگوں کی پریشانی دور فرما، غم زدوں کا غم دور فرما، اور مقروضوں کا قرض ادا فرما۔ اے اللہ ! دنیا بھر کے پریشان حال مسلمانوں کی پریشانی دور فرما، اور ہمارے کمزور بھائیوں اور بہنوں سے ظلم اور آزمائش دور فرما۔

اے اللہ ! ہمیں ہدایت دے اور ہمارے ذریعے دوسروں کو ہدایت دے، اور ہمیں ہدایت کا ذریعہ بنا۔ اے اللہ ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی نصیب فرما، اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنا نصیب فرما۔ اے اللہ ! ہمارے وطن اور تمام مسلم ممالک کی حفاظت فرما، اور جس ملک میں ہم رہتے ہیں اس کی بھی حفاظت فرما، اور اس میں امن، سلامتی اور خوشحالی قائم رکھ۔ اے اللہ ! اس مرکز اور اس مسجد کے ذمہ داران کو کامیابی عطا فرما، ان کے کاموں میں برکت دے، اور اسے علم و ذکر کا گھر بنا دے۔ اے اللہ ! ہمیں نفع بخش علم، نیک عمل اور نیک اولاد عطا فرما۔

سورۃ النحل - آیت ۹۰

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

بے شک اللہ عدل، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

سورۃ البقرہ - آیت ۱۵۲

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾

پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا، اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔